

الصدر الشہید امام الدین عثمان بن عبد العزیز بن عثمان مازہ بخاری

(۱۵)

شرح الجامع مع الصغیر

مؤلف

عثمان ابراہیم علی البوکر
لکچر الفاتح یونیورسٹی طرابلس، لیبیا

toobaa-elibrary.blogspot.com

مترجم

ڈاکٹر البوسفیان اصلاحي
شعبہ عربیہ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

الصدر الشہید حسام الدین عمر بن

عبدالعزیز بن عمر ابن مازہ بخاری

اور

شرح الجامع الصغیر

مولف: عثمان ابراہیم علی ابوبکر

مترجم: ڈاکٹر ابوسفیان اصلاحی

پیشکش: طوبی ریسرچ لائبریری

toobaa-elibrary.blogspot.com

فہرست

مقدمہ
تہنید

عمر بن عبد العزیز بن عمر ابن مازہ بخاری کے عہد کے سیاسی و ادبی حالات

پہلا باب

- ۱- حیات ابن مازہ بخاری
- ۲- نام، لقب، کنیت اور نسب
- ۳- اصل اور تشو و نما
- ۴- اخلاق و عادات
- ۵- علمی مقام
- ۶- مذہب
- ۷- جہاد
- ۸- اساتذہ
- ۹- تلامذہ
- ۱۰- وفات
- ۱۱- موافات

دوسرا باب

- ۱- شرح "الجامع الصغیر"
- ۲- صحت شرح
- ۳- صحت عنوان شرح
- ۴- مصادر شرح
- ۵- اہمیت شرح
- ۶- اسلوب شرح
- ۷- مآخذ شرح

نام کتاب : الصدق الشہید حسام الدین عمر بن عبد العزیز بن عمر ابن مازہ بخاری
ادب
شرح "الجامع الصغیر"

مولف : عثمان ابراہیم علی البکر
لکچر الفلاح یونیورسٹی، طرابلس، لیبیا
مستقیم : ڈاکٹر ابوسنیان اصلاہی
شعبہ عربی، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ
اصول اول : ستمبر ۱۹۹۹ء

ناشر : مصنف
قیمت : 15/-
مطبع : لیتو گراف پریس، علی گڑھ
کتابت : مجتبىٰ الشہ بخاری

ملنے کا پتہ :

لجی کیشنل بک ہاؤس - اے ایم، یو مارکیٹ، علی گڑھ

مقدمہ

الحمد لله الذي خلق الانسان وعلمه البيان ووزن ثبوت العقل وشرقة
بالايمان والصلوة والسلام على اشرف المرسلين وعلى الله الظاهرين۔

دنیا کے پاس ایسا کوئی مشعل ہدایت نہیں تھا جس جہالت کی تاریکیاں دور
کی جا سکتیں اور نہ ہی لوگوں کو ایسا کوئی آب زلال میسر تھا جس وہ امراض قلب
کا علاج کر سکتے، ظلم و جہل کی انہی تاریکیوں میں سرور کا ثبات ملے اللہ علیہ وسلم کتاب
ہدایت کے ساتھ نازل ہوئے، چنانچہ پہلے سے لوگوں نے آپ کی دعوت پر لبیک کہہ کر
نہاؤں و سریش داخل ہوئے، کا شرف حاصل کیا، اے لوگوں کو دو گے اجر سے نوازا گیا۔
دنیا میں انھیں استحکام بخشنا گیا، اور ان کے اعظام و اقتدار میں دست و پاڑا پیدا کی
گئی۔ دور اول میں ایسے بے شمار علماء پیدا ہوئے جنھوں نے نہایت صداقت و دعوت
سے دین اسلام کو امت مسلمہ تک پہنچایا، دشمنان اسلام کی ہر ہمت کے لئے علیحدت ہو کر
کھڑے ہو گئے اور کلام رسول کا ایک بڑا ذخیرہ امت مسلمہ کے لئے بچا کر دیا اور آپ کے
بجھ کر ہوئے اقوال و احکام کو ایک لکڑی میں پرو دیا، ہمارے اپنی زبان و بیان کے
توسط سے امتین کے حضور پیش کیا، اور مختلف سینوں میں مجھہ خیریت کی تدوین کی۔
یہ وہ علماء کرام تھے جنھوں نے اپنی تمام توانائی اور خون و عرق کو اس راہ میں صرف کر دیا۔
اور انھوں نے اللہ علیہ وسلم کی جو روئے ہوئے اس مقدس فریضہ کی ادائیگی سے ایک صحت
انھوں نے اپنے رب کی خوشنودی حاصل کی اور دوسری طرف اپنے کھلم کھلا کر
ہرگز نہیں علماء کرام اور ملت اسلامیہ کے فیرت منہ حضرت قرآن کریم اور اسناد
خبر کے کباب میں کسی طرح یہ مقدس فریضہ انجام دیتے رہے اور اخصاص اسلام کے لئے
جی جان سے وعدہ خداوندی پر قائم رہے، فکر و تدبیر و شجاعت کو اپنا رہنما قرار دیا اور
آخری وقت تک صبر و عزم کا دارمئن ان کے ہاتھ سے نہ چھوٹا، یہ وہ بے مثال علماء
تھے جو عقل و علم و حق کے لئے آواز بلند کرتے رہے اور عوام انسان کو دعوت حق دیتے

رہے، زندگی کے دن پورے ہوئے کے بعد اس دنیا سے رخصت ہو کر رحمت ایزدی کے
زیر سایہ قیام پذیر ہوئے۔

محمد بن حسن شیبانی (متوفی ۱۰۵ھ) کی تالیف الجامع الصغیر کے شارح عین البیان
ابن مازہ بخاری (متوفی ۲۵۵ھ) کا حلق بھی ایسے ہی نا دور و نگار علماء سے ہے انھوں
نے دین اسلام کے لئے زبردست خدمات انجام دیں اور ان کی خدمات کا فیض ساقی
بخاری و ساری رہے، فقہ اسلامی پر خود بخود خواص اور اجہلو کا سلسلہ دوریں باقی رہے گا
اور فقہاء ابن مازہ بخاری کی فقہی بصیرت کا نہ صرف اعتراف کریں گے بلکہ مختلف مسائل
میں انھیں ابن مازہ بخاری کی ہی حاکمیت رجوع کرنا پڑے گا، مستقل فقہی دنیا اسلام ابن مازہ
بخاری کی حکمرانی رہے گی، اعدا و نہ قدوس سے عہدہ کے وہ امام ابن مازہ بخاری علماء
سلطنت اور ان کے راست پر چلنے والے علماء و خلف کو جزاے خیر سے نوازے اور امت مسلمہ
کو یہ توفیق دے کر وہ ان علماء کرام کے کاموں کو قدردان منزلت کی نظر سے دیکھے جنھوں
نے دین اسلام کی اشاعت میں اپنی پوری زندگی لگا دی اور دین اسلام کے جواہرات
مسلمہ کے ہاتھوں میں سجا دیئے، اللہ سے ان کے لئے دعا ہے کہ ان کی قبول کو انوار و
ازہار سے بھر دے۔

علماء کرام کے حق کی ادائیگی اور توفیق کا بہترین ذریعہ میرے نزدیک یہ ہے کہ میں ان
کی حیات و خدمات کا تعارف لوگوں کے سامنے پیش کروں اور بہت سوں کو انھوں نے
دین حقیقت کی تبلیغ و اشاعت، تشکیل و تدوین اور تفسیر و توضیح میں کیسے کیے، محتواں
طے کئے اور انھوں نے ان تمام اساتذہ کو مسودہ دکر کرنے کی ہر ممکن کوشش
کی کہ جن سے دین اسلام کو خطرات لاحق نہ ہونے کے اندیشے تھے، بالخصوص فقہ اسلامی
میں نمایاں کردار ادا کئے، فقہ اسلامی یا ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے امراض حیات
کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، اور فقہ اسلامی ہی علاج حیات کا نسخہ دیکھتا ہے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
عثمان ابراہیم علی البوبکر

تمہید

عمر بن عبد العزیز بن مازہ البخاری کے عہد کے
سیاسی اور علمی حالات

ابن مازہ بخاری کے عہد میں خارجی جنگوں کا سلسلہ رہا خصوصاً دو خارجی جنگوں کا بلا واسطہ کو سامنا کرنا پڑا۔ چنانچہ ان دونوں جنگوں کے خطرناک نتائج سے دولت عباسیہ کے امراء اور ملک کی کمزور گئی نیز ان کی گرفت کمزور ہو گئی۔ یہی وجہ ہے کہ خلافت عباسیہ کا ایک بہت بڑا حصہ ان کے قبضے سے نکل گیا۔ گرنکہ انھیں مغرب کی طرف سے صلیبی جنگ کا اور مشرق کی جانب سے تاتاری جنگ کا سامنا کرنا پڑا۔

اس دور کے اکثر خلفاء سلجوقی تھے اسی سلسلے کے بعد میں آنے والے خلفاء ظاہر مستنصر اور محضرم نے بخاری خلافت تھے۔ تھے یہ
ابن مازہ البخاری کے دور کو دو حصوں میں منقسم کیا جاسکتا ہے:

صلیبی جنگوں کا پہلا دور

صلیبی جنگوں کی ابتدا کا بنیادی سبب یہ ہے کہ اہل مغرب دینی تعصب کی بنا پر مشرق میں بسنے والے مسلمانوں سے نفرت و عداوت کرنے لگے۔ یورپین ممالک کے کھار و مسلمانین نے اس سلسلے میں یہی معمول کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا۔ تا کہ وہ

مسلمانوں کے مال و زر کو حاصل کر لیں اور بلا واسطہ میر پر اپنے قبضے جہاں اور قہر عسک کو مسلمانوں سے واپس لے لیں۔ ایک خاص بات اہل مغرب کے اندر یہ تھی کہ وہ خود کو مسلمانوں کے مقابلے میں زیادہ متمدن تصور کرتے تھے چنانچہ اپنے متواتر حملوں کے ذریعہ ۱۰۹۵ء میں وہ بیت المقدس پر قابض ہو گئے۔ اور بیشتر محاذوں پر ایرانی امراء کو صلیبی جنگوں میں ہزیمت اٹھانی پڑی لیکن امت مسلمہ کی جانب سے مستقل ان کی مدد جاری رہی جس کی وجہ سے ان کے حالات بہتر نہ ہوئے یہاں تک کہ عماد الدین زنگی اپنی قوت و طاقت کے سہارے مقابلہ کے لئے اٹھ کھڑا ہوا تا کہ اہل صلیب کا جواب دے سکے۔ حالات جوں کے توں رہے اور ایک بار پھر نور الدین صلاح الدین کے عہد میں خلافت عباسیہ کے غلبوں کی قرات شروع ہو گئی اور خلیفہ مستنصر بن ہاشم کے عہد ۱۱۸۵ء میں فاطمی خلیفہ کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ اور ۱۱۸۵ء میں صلاح الدین الیہ نے یہ کوشش کی کہ وہ مصر اور شام کو متحد کر سکیں چنانچہ انھوں نے اہل صلیب کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا۔ اور مصر کو حطین میں انگریزوں کو زبردست ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا۔ ۱۱۸۵ء میں بیت المقدس دوبارہ مسلمانوں کے ہاتھوں میں آ گیا۔

خلافت عباسیہ ابھی قائم ہی تھی کہ ۱۱۸۵ء میں ترک ممالک کے قبضوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

دوسرا دور

یہ حصہ مشرق کے مغل تاتاریوں کے حملے سے شروع ہوتا ہے۔ انھیں تاتاری جن ملکوں اور علاقوں سے گزرے وہاں پہلے پناہ قتل و غارت گری برپا کی چنانچہ

ان کی تباہیوں اور بربادیوں کے سبب ملکوں کے تاریک و بکھر گئے۔ یہ تباہی مثل ۶۵۶ھ میں دولت عباسیہ کی راجدھانی بغداد میں داخل ہو گئے اور انھوں نے خلیفہ اور خلیفہ کے بچوں کو قتل کر ڈالا اور چیخ و پکار ان کے سامنے سے گزریں نہیں تھیں۔ تیس تیس کر ڈالا۔ اس طرح ان کی یہ آمد خلافت عباسیہ کے زوال کا سبب ثابت ہوئی۔ اس کے بعد بھی ان کے حملوں کا سلسلہ آگے جاری رہا۔ یہ سال تک کر شام پر لشکر کشی کرتے ہوئے مالکیہ سے ان کا ٹکراؤ ہوا، جس کے سبب تباہی مغل مملوکوں کو مقامِ جالوت میں شکست فاش کا سامنا کرنا پڑا اور اس طرح ان کے لاؤ لشکر کا سلسلہ بند ہوا۔

۱۰۔ مختصر تاریخ العرب والا سلام ۲/۹۳۔

پہلا باب حیات ابن مازہ بخاری

- ۱۔ نام، لقب، کنیت اور نسب
- ۲۔ اصل اور نشو و نما
- ۳۔ اخلاق و عادات
- ۴۔ علمی مقام
- ۵۔ مذہب
- ۶۔ جہاد
- ۷۔ اساتذہ
- ۸۔ تلامذہ
- ۹۔ وفات
- ۱۰۔ مؤلفات

حیات — ابن مازہ بخاری

۱۔ نام۔ لقب۔ کنیت اور نسب

خام: آپ کا نام عمر بن عبد العزیز بن عمر ابن مازہ ہے۔ اور بعض کتابوں میں صرف عمر بن عبد العزیز ہے یعنی ان کے دادا عمر کا ذکر نہیں ہے۔ اول الذکر زیادہ صحیح ہے۔

لقب: آپ حسام الدین اور صدر الشیعوں کے لقب سے زیادہ مشہور ہیں۔ ان کو نقاب القاب کے ایک ایک لفظ کو ملا کر ایک لقب بنادیا گیا ہے۔ مثلاً: الحسام الشیعیہ اور حسام الشہید بھی کہا جاتا ہے۔ ان کے علاوہ ان کے دوسرے القاب بھی ہیں،

[illegible]

۴۰ مجمع المؤمنین، رضا کی لکھ ۶۹، کشت الفنون، المباحی خلیفہ ۱۱، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶

سے معجز الموعودین ۲۹۱ کشف الطغوان، ص ۱۱، ویتا العارضین، اسماعیل پاشا البغدادی ۱۴۳۳ھ۔

سجہ کشف الظنون ص ۱۱، ہدیۃ العارفين ۱/۴۳۔

٥٥ مفتاح السعادة ١٣٢/٢، كشف الطغران، ص ٣٧.

۵۹ کشف الظنون، ص ۱۲۲۳ -

19

مثلاً یہاں الدین اور الصدر الکبیر وغیرہ

کینیت: آپ پر لکھی جانے والی تمام کتابوں میں مذکورہ مصادر کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ کی کینیت ابو محمد ہے۔ صرف وہی کہ یہاں کینیت "ابو جعفر ابن ابی المغازلی" ہے۔
 خبیثت: آپ کی یہ سب متعلقہ تمام کتب میں آپ کی نسبت بخاری کی جانب ہے۔

۲۔ اصل اور نشوونما

اصل: آپ سے متعلق تمام کتب کے مصادر سے آپ کی اصلیت کے بابتیں کچھ پتہ نہیں چلتا صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی نسبت بخارا کی طرف ہے۔ اسی لئے انھیں خراسانی بھی کہا جاتا ہے۔ ان کے نام کا سلسلہ ان کے دو اہل گنجینہ پتہ چلا کہ

فتوٰ و دعا: باوصف عمر بن عبدالعزیز بن عمر ابن ابی ذر کے ولادت ہوئی۔ تمام راج کا اس نے اتفاق ہے کہ آپ کا سن پیدائش مسیحی ۶۷۰ء ہے۔ شیخ عمر بن عبدالعزیز کی اپنے والد کے زیر سایہ نہایت خوشگوار ماحول میں نشو و نما ہوئی۔ ان کے والد ایک جمیل القدر و ملک تھے چنانچہ ان کی زندگی نہایت خوشحالی و فراخی میں گزری۔ یہ ایک امیر مسلم ہے کہ اس ان اپنے ماحول کی شناخت ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ انھیں علوم میں بے زبری

له الجواهر المضية ٣٩١/١ - كشف الظنون، ص ١٢٢٨.

تمام سابقہ مصادر سے
میں ان کا ذکر مصری اور قاہرہ کے مسلمانوں کے ساتھ ہے، جبکہ مصر میں یہ ذکر نہیں ہے
کو دیکھیں جو ان کے زیارت کے بارے میں اس کی جو حدیث منقول ہو سکی اس کا کتابتاً نقل کیا ذکر
کیوں ہے چچہ کہ یہاں ان کی زندگی کے متعلق معلومات بہت کم ہیں اس لئے اس مسئلے میں
علامہ ابو النجوازم ازہر ۲۹/۳۰ شہرہ نقاری کے لئے دیکھئے: مجمع البیان ۲۵۸۱
۲۵۷ ۲۵۸ الجواہر النیسۃ ۲/۴۰

نصیب ہوئی۔ ان کے ایمان حوائی کے متعلق کچھ یہ نہیں چلتا لیکن ان کی وسیع النظری اور کثرت مطالعہ سے یہ چلتا ہے کہ انھوں نے غرورِ ایمان شبابِ حصولِ علم اور مطالعہِ عربیہ گوارا ہو گا۔ اور فضائلِ علوم مثلاً حفظ القرآن، سنت، فقہ اور زبان و غیرہ کے حصول میں جفا کشی کی ہوگی، کیونکہ ان پر مبرور حاصل کرنے کے بعد ہی تصنیف و تالیف کی طرقت قدیم اٹھائی یہ پہلو ان کی تالیفات سے لکر ان کی تدوین تک میں واضح ہے۔

۲۔ اخلاق و عادات

اس میں دور رائے نہیں کہ آپ اعلیٰ علمی منصب پر فائز تھے۔ اس کی بنا پر سائنس آپ کی رائے سے بدگتھے لگے دنیا میں یہ قابل ذکر مقام اور دست کسی کو کسی وقت ملتی ہے جب کہ وہ اس اعلیٰ مقام پر فائز ہو جائے، علم کے لئے لازم ہے کہ وہ اعلیٰ صفات سے آراستہ ہو، ایک سچا عالم اپنے بلند کردار اور حسن سلوک سے پہچانا جاتا ہے۔ ان کے وہ تلامذہ جنھوں نے ان سے علم حاصل کیا اور ان کے چشمہ علم سے اپنی علمی تشنگی کو دور کیا انھیں تجزی اس کا علم ہے کہ ان کے جیسے مصفا فی و مستحسانی میں نہرِ سمون اور جیون کے اندر اس کے شاگرد دربان الدین علی بن ابی بکر لغنیانی اس صاحبِ اہل بیتؑ قریاتے ہیں کہ وہ میرے ساتھ حدودِ حبشہ تھے تا کہ کرتے تھے جس وقت کہ کسی خاص اہم موضوع پر درس دیتے تو وہ مجھے اپنے خصوصی تلامذہ میں شامل کرتے تھے

۳۔ علمی مقام

ذہبی نے عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن ابی بکر بخاری کے متعلق فرمایا کہ انھیں حنفی مذہب پر پورا مبرور حاصل تھا وہ اپنے وقت کے ایک بڑے عالم تسلیم کے گئے، اپنے معاصر

۱۔ مجمع المحدثین ج ۱ ص ۲۹۱، الفہم الزاہر ج ۲ ص ۲۹۱، الفوائد البیہ ص ۱۴۹۔

۲۔ الجواہر المصنوعہ ج ۱ ص ۲۹۱، الفوائد البیہ ص ۱۴۹، تاریخ الاسلام ج ۲ ص ۴۲۰۔

میں پیش پیش تھے، اپنے دشمنوں کا سامنا کیا، ان سے مناظرے کے اور ان پر قابو لگے، انھوں نے باعزت زندگی بسر کی اور انھیں حدودِ حبشہ مقبولیت نصیب ہوئی۔ ابنِ آخری بروی نے آپ کے متعلق فرمایا کہ وہ بخاری کے امام ابو نعیم، ابنِ اسلام کا بھتیجا اور معاشروں پر بخار شخصیت کے حامل تھے۔

قرنی کا قول ہے کہ وہ خود امام اور امام کے بیٹے تھے، وہ اپنے آپ میں سمندر اور اور این سمندر تھے صاحبِ الہدایا اپنے استاذ کے متعلق گویا میں نے ایک ایسے پیالے سے پانی پیا جس میں ایک وقت علم کلام اور علم فقہ دونوں موجود تھے میں نے علم کلام کی عقلوں میں اس پیالے کی تابناکیوں سے استفادہ کیا تھا عمر بن عبدالعزیز بن عمر کے علم و فضل کے باب میں عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں کہ وہ اصول و فروع کے امام تھے، معقول و منقول میں موطائی حاصل تھا، جلیل القدر ائمہ اور عظیم فقہاء میں شمار ہوتا، متقی مذہب اور اس کے متقی لغین کے نظریچہ پر ان کی گہری نظر تھی۔

تمام سیرت نگاروں کا اس پر اتفاق ہے کہ انھیں ایک علمی مقام حاصل تھا، سیاسی کی وجہ سے حدودِ حساب انھیں اعزاز و اکرام نصیب ہوا اور معاشروں قدر و منزلت کی نظروں سے دیکھا گیا، علم و فضل میں تقدم حاصل تھا، علوم شیعہ اور فقہ میں انھیں سبقت حاصل تھی۔

۴۔ مذهب

ان کی سیرت سے متعلق تمام کتب میں یہ متفقہ طور پر موجود کہ حنفی مذہب کے پیروکار تھے، وہ مذہب حنفی کے جید عالم اور حنفی مذہب کے سمندروں میں سے ایک سمندر تھے،

۱۔ تاریخ الاسلام المذہبی ج ۲ ص ۴۲۰، الفہم الزاہر ج ۲ ص ۲۹۱۔

۲۔ الجواہر المصنوعہ ج ۱ ص ۲۹۱، الفوائد البیہ ص ۱۴۹۔

ون کی تمام تصانیف میں حنفی مذہب کے بحث کی گئی ہے۔ ابو الحسنات لکھنوی ہندی کی کتاب الفوائد الماریہ میں مذکور ہے کہ آپ کی ولادت ۳۳۷ھ میں ہوئی یہی بات قاضی القضاۃ علامہ سبکی نے طبقات الشافعیہ میں کہی ہے کہ وہ حنفی مذہب کے متبع تھے۔ لیکن بعض لوگوں کو یہ وہم ہوا کہ وہ شافعی مسلک کے حامل تھے، اسی لئے میں نے اس کی یہ بات تھریج کر دی ہے۔ اور مجھے اس وہم کا دھوی کرنے والا کوئی نہیں ملا۔ امام سبکی نے یہ بات کس بنیاد پر کہی ہے مجھے اس کا سبب معلوم نہیں ہو سکا، جبکہ انھوں نے شام اور مصر کے شہروں کا سفر نہیں کیا ہے۔ اور مذہب حنفی پر انھوں نے کچھ اظہارِ خیال نہیں کیا ہے، اور نہ ہی انھوں نے حنفی مذہب اور شافعی مذہب کا امتزاج کیا ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ بخاری میں شافعی مذہب کی کوئی اشاعت نہیں ہوئی، ولفیہ ماعلم۔ ویسے مجھے کوئی ایسی چیز نہیں ملی کہ جو ان کی سیرت کا مکمل احاطہ کرتی ہو، تمام کتب سیر اور تراجم میں صرف اشارات ملتے ہیں۔

۷۔ جہاد

عمر بن عبدالعزیز ابن مازہ کا لقب الصداۃ الشہیدہ اسی علامات کا حامل تھا کہ جس کی وجہ سے آپ علماء کے مابین ممتاز تھے۔ استعمال کے بعد آپ کو شہید اور جہاد کہا گیا۔ گفاری کی طرف بڑھنے کے علاوہ کبھی پیچھے نہ ہٹے۔

کتب تاریخ میں اس جنگ کا ذکر موجود ہے جس میں عمر ابن مازہ الحسام الشہید کو شہادت نصیب ہوئی تھی۔ اس جنگ کے بعد آپ کا سبب یہ بتایا جاتا ہے کہ سنہ ۱۲۰ھ میں شاہ قسطنطین محمد کے بیٹے کو قتل کر دیا تھا اس کی اطلاع شاہ نے مقام الخلفاء کو بھیجی۔ یہ لوگ ماوراء النہر میں قیام پذیر تھے، شاہ ان کے کھانے پینے کا بندوبست کیا کرتا تھا اور ان لوگوں پر اسی کا حکم چلتا تھا اور انھیں ایک ہی دائرہ

لے الفوائد الماریہ ص ۱۳۶۔

میں جمع کر رکھا تھا تاکہ منتشر نہ ہو سکیں، واقعہ کے بعد شاہ نے ان لوگوں سے بادشاہ سبخر کی مملکت پر چڑھائی کرنے کے لئے اکسا یا جس کی فوج یمن الاکابر انبیل پر مشتمل تھی اور اسی کے ساتھ شاہ نے کوخان کو بھی جنگ کی تیاری کرنے کا حکم دیا جس کے پاس ترک، چین، خطا اور دیگر مقامات کے فوجی تھے اور یہ تمام کے تمام فوجی کھاتے تھے بادشاہ سبخر ان کے مقابلے کے لئے ایک لاکھ فوج کے ساتھ گیا۔ اس کی فوج میں خراسان، غزنو، الغور، بھجستان اور اناذان کے فوجی شامل تھے۔ اس نے ان لوگوں کے ساتھ نہر چمن کو طے کیا اس کا سبب یہ کہ اس نے اس فوج کے سینہ پر امیر قاج تھے اور میسرور یک ملک بھجستان تھے۔ بقیہ فوجی ان لوگوں کے پیچھے تھے۔ یہ دونوں فوجیں پانچ صفر ۳۵۷ھ کو سر پکار ہوئیں، دونوں وسطیہ سمندر کے مانتہ تھیں۔ بادشاہ بھجستان نے اس میں قابل ذکر خدمات انجام دیں۔ یہ معرکہ مقام "قطوان" میں چھڑا۔ کافروں کا سردار کوخان متعلقہ مسلمانوں پر قتل و غارتگری پچائے ہوئے تھا یہاں تک کہ انھیں وادی درغہ میں لے گیا۔ اس جنگ میں مسلمانوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ بے شمار مسلمان اس میں قتل ہوئے۔ غالباً گیارہ ہزار مسلمان اس میں مارے گئے جو تمام کے تمام صاحبِ عمامہ تھے اور اسی میں چار ہزار عورتیں بھی ماری گئیں۔ بادشاہ سبخر کی بیگم بھجستان کے بادشاہ اور امیر قاج بھی اس میں قید کر لئے گئے، بعد میں کھاتے انھیں آزاد کر دیا، اس میں تمام لوگوں کے ساتھ حسام عمر بن عبدالعزیز ابن مازہ بخاری کا بھی قتل ہوا جو زبردست فقیہ اور شہرہ حنفی تھے۔ تاریخ اسلام میں اس فطیہ واقعہ کی کوئی مثال نہیں ملتی اور نہ ہی کسی کی کوئی نظریہ کی کہ مرقہ اور آسمان میں اس قدر لوگ تہ تیغ کئے گئے۔

لے قطرون ایک جگہ کا نام ہے۔ اس کے لئے دیکھیے: معجم البلدان المصنف ۳۷۴/۲۔

لے ایضاً: ۳۷۴/۳۔

لے شہر سر قندھار کے لئے ملاحظہ ہو معجم البلدان ۲۳۷/۲۔ ۲۵۰۔

اسی سلسلہ میں صاحب الزہوم الزاہرہ فرماتے ہیں کہ جس وقت شاہ کا سفر نے
ابن ملک شاہ کے ساتھ خطا اور یحییٰ پر چڑھائی کا ارادہ کیا تو وہ انھیں بھی اپنے ساتھ
لیٹا گیا اس وقت شاہ سنجہ کے ساتھ فقہاء، خطباء، واعظین، امراء و اس پر افراد
تھے۔ مقام مصافح میں ان تمام لوگوں کو قتل کر دیا گیا اور ابن مازہ اور بہت سے
دوسرے عظیم فقہاء کو قید کر لیا گیا جنگ کا سلسلہ کرنے کے بعد خطا کے بارہا ہونے
ان لوگوں سے دریافت کیا کہ اگر جس چیز نے تم لوگوں کو ایک ایسے شخص سے جنگ
کرنے پر آمادہ کیا جو تم لوگوں سے جنگ کرنا نہیں چاہتا تھا اور تم لوگوں نے ایک
ایسے شخص کو ازیت پر چڑھائی جو تم لوگوں کو قوت دینا نہیں چاہتا تھا۔ اس کے کلمہ
اس نے ان لوگوں کی گردنوں کو اڑا دیا۔

”اور اہل ایمان“ کے مصنف نے ذکر کیا ہے کہ شاہ بخیر کے ساتھ گیارہ ہزار
صاحبِ علم قتل کئے گئے، اور یہ تمام کے تمام سردار تھے، اس طرح کی عظیم جنگ کا
نقصیہ تو دورِ جاہلیت میں انظار آتا ہے اور نہ ہی دورِ اسلام میں۔ ابن مازہ کی شہادت
صرف کے ماہ میں پیش آئی، اللہ تعالیٰ انھیں اور تمام مسلمانوں کو قتلدہریوں میں جگہ عطا
کریے۔

۷۔ اساتذہ

ان کی سیرت سے متعلق تمام کتب میں یہ چیز واضح طور پر موجود ہے کہ انھوں نے
صرف اپنے والد سے استفادہ کیا، اس کے علاوہ کسی اور شخص سے استفادے کا ذکر نہیں
ملتا۔ آپ کے والد عبدالعزیز بن عمر بن مازہ، بہان الامام اور ابو محمد کے نام سے بھی
معروف تھے اور ان کے علاوہ انھیں ”الصدر الماشی“ اور ”الصدر الشہید“ کے نام بھی
یا کیا جاتا ہے، قرشی نے اپنے ”چراہر میں صاحب الحلیط سے نقل کیا اور عمر بن عبدالعزیز
نے اپنے والد بہان الدین سے نقل کیا ہے، یعنی وہی رسول کے ذریعہ وہ خطاطوں

دیکھئے: الاکمل فی التاریخ لابن الاثیر (۱۰۹۰ھ) تاریخ الاسلام للذہبی (۳۱۹/۳۲۰-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲)

کی خطاوں کو واضح کرتے تھے۔

یہ بات مسلم ہے کہ آپ کے والد امام تھے اور علم کے بحر فقہانیز بڑے صاحب
فضل تھے اسی کو قرشی نے اس طرح ذکر کیا ہے کہ آپ ابن الامام بہان البحر تھے اور
اپنے والد ہی سے فقیہ کی تعلیم حاصل کی تھی اس طرح قطلوبغا نے ”سراج المصابیح“ میں ذکر
کیا ہے ”وہ اوجہ کبرا“ نے ”المشاح“ میں کہہ لیا تھا ”کیا ہے اور اس کی کل طرف لکھنوی
نے ”الغواکہ میں ان لفظوں میں اشارہ کیا ہے کہ انھوں نے اپنے والد بہان الدین
الحکیم عبدالعزیز سے فقیہ کی تعلیم حاصل کی اور اس میں کوشش کر کے اس سطح پر
پہنچ گئے کہ یہ کہتا ہے روزگار بن گئے، انھوں نے علماء سے مناظرے کئے، فقہاء
کو درس دیئے، دشمنوں سے مقابلے کئے اور اپنے والد کی زندگی ہی میں خراسان
کے تمام علماء سے سبقت لے گئے۔

ذہبی نے اپنی تاریخ میں آپ کے شیوخ کے متعلق سب سے الگ بات کہی
ہے۔ ابن کثیر خیال ہے کہ انھوں نے اپنے والد اور ابن محمد بن خدام سے تعلیم حاصل کی
اور ان کے علاوہ انھوں نے یہ بھی بتایا کہ انھوں نے اہل بغداد سے استفادہ کیا ہے مثلاً
ابوسعبد احمد ابن الطیثوری اور ابو طالب ابن یوسف سے بھی درس لئے۔

۱۔ سراج المصابیح ص ۳۷، نمبر ۱۳۰۷ تھے مفتاح السعادة ۱۳۲/۲۔
۲۔ الغواکہ الجیب ص ۱۳۹، علی بن محمد بن خدام کے سلسلے میں مجھے کوئی چیز نہیں ملی۔
۳۔ ابوسعبد احمد ابن الطیثوری کے متعلق ذہبی نے ذکر کیا ہے کہ ان کا خلاصہ میں انتقال ہو گیا وہ
مستألفہ لاخو درس دیتے، ابو العباس بن عبداللہ الصوفی کے بھائی تھے، دیکھئے: سراج المصابیح ص ۱۳۹
۴۔ پورا نام اس طرح ہے: احمد بن محمد بن احمد بن یوسف بن دینار ابو طالب کہ لانی کا تعلق
امیر بہان کے ایک گاؤں مکندلان سے ہے۔ انھوں نے ابو بکر بن ابی علی، ابو سعید القشاش،
غلام حسن اور ان کے علاوہ بہت لوگوں سے روایت کی ہے۔ اور ان میں محمد ابن عبدالواحد
الغفاری اور ابو طالب السلفی نے روایت کی ہے۔ ایک قول ان کے ہاں میں ابائی آئے مگر یہ

آپ کو زبردست شہرت نصیب ہوئی، شہر میں آپ کا چرچا ہونے لگا۔ دور دراز علاقوں سے طلبہ و قدروفد آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ ذہین کا نیال ہے کہ بڑے بڑا لوگوں نے آپ سے استفادہ کیا۔ بعض سیرت نگاروں نے آپ کے تلامذہ کے اسم گرامی بھی ذکر کئے ہیں۔ ان کے وہ تلامذہ جنہوں نے علمی وقاد پر کیا اور اپنے معاصرین میں ممتاز رہے۔ ان کے نام اس طرح ہیں۔

۱۔ آپ کے بیٹے: محمد بن عمر بن العزیز بن عمر بن مازہ شمس الدین، ابو جعفر الاسلام ابن الاسلام کے متعلق ابن النبی نے بتایا کہ آپ کا تعلق اہل بخاری سے ہے، آپ بخاری کی رئیس اور ابن رئیس تھے۔ آپ کا بخاری کی عظیم شخصیت اور علم و فضل کی بنا پر وہاں کے رفیع الشان فقہاء میں شمار ہوتا، سلاطین اور ملوک کے یہاں پر آپ کو قدر و منزلت حاصل تھی۔ کسی ضرورت سے شوال ۵۵۲ھ میں بغداد آئے اور وہیں پر اپنے والد سے حدیث کی روایت شروع کر دی۔ اور اپنے شیوخ میں ابو الیاس کات محمد بن علی بن محمد الانصاری سے بھی روایت کرنا شروع کیا۔

۲۔ ابو جحیم: آپ کی سلسلہ نسب عمر بن محمد بن عمر بن احمد شرف الدین ابو الفضل عقیلی الانصاری ہے اور دادا کا نام شمس الدین احمد بن محمد ہے۔ آپ کے متعلق ذہب سے لکھتے ہیں کہ علامہ شرف الدین کا بخاری کی کامور شیوخ میں شمار ہوتا اور آپ وہاں کے جید علماء میں مانے جاتے۔ کسی ضرورت سے مشہد میں ابتدا و آگے اور چار گز کے بعد واپس لوٹے اور عمر بن عبدالعزیز عمر بن مازہ سے حدیث بیان کرنا اور روایت کرنا شروع کر دیا۔ ذہبی لکھتے ہیں کہ انہوں نے فراوی سے روایت کی ہے۔

(بقیہ حاشیہ پچھلے صفحہ) یہ ہے کہ اقصیٰ بنی ذات کے لحاظ سے ملاحظہ فرمائیے ۵۵۲ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ دیکھئے: اسان البیہ ان ۳۱/۱۔

۳۔ تاریخ الاسلام للذہبی ۳۱۹/۳۔ ۳۲۰۔

اور ان سے سبط احمد بن محمد بن احمد اور علامہ محمد بن عبدالستار کروری نے روایت کی ہے۔ آپ کا بخاری میں غازیغ کے وقت ہر منزل پر پانچ جمادی الاولیٰ ۵۵۳ھ کو انتقال ہوا۔ اور آپ کی تدفین "العقناة السریہ" کے پاس ہوئی۔ آپ کے نام کے ساتھ "العقیلی" دراصل عقیل بن ابی طالب کی جانب نسبت ہے۔

۴۔ حبیب المحیط: جنہیں شیخ امام، علامہ برہان الدین محمود بن تاج الدین احمد ابن الصدا شہید اور برہان المائید عبدالعزیز بن عمر بن ازہ البخاری الحنفی کا انتقال ۵۱۶ھ میں ہوا لکھا جاتا ہے آپ الصدا شہید حسام الدین کے بھتیجے تھے۔

۵۔ حبیب اللہ ایضاً: آپ علی بن ابی بن عبدالجلیل القرغانی شیخ الاسلام برہان الدین الرشیدی، علامہ، محقق اور مجاہد کے مصنف ہیں۔ ان کے شہر کے لوگوں نے ان کے علم و فضل کا اعتراف کرتے ہوئے بتایا کہ ان کی شخصیت مافخر الدین قاضی خاں کے مثل تھی۔ آپ کے شیوخ اور احباب کو معاشرہ میں اعلیٰ مقام حاصل تھا۔ اور ان تمام لوگوں نے انہیں روایت کی اجازت دی اور یہ اجازت انہیں اس وقت حاصل ہوئی جب کہ وہ کتاب الہدایہ "اور کفایۃ المتنبی کی تصنیف فارغ ہو چکے تھے۔ آپ کے نقطہ نظر کو کافی مقبولیت حاصل ہوئی۔ اور کئی تعداد میں لوگوں نے آپ کی فقہی تعلیم حاصل کی اور بڑے شمار لوگوں نے آپ سے استفادہ کیا۔ ان کے

۱۔ الجواب للضیاء ۳۹۷/۱۱۳۹۸۔ ۳۹۹/۱۱۳۹۸۔ ۳۹۹/۱۱۳۹۸۔

۲۔ الشیخ ۱۰۷/۱۰۷، ترجمہ کتاب الفیہ کا اصل عثمان الجلیلیہ برہانی فی الفقہ النعمانی ہے۔ یہ کوئی جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد انہوں نے اس کا انحصار پیش کیا اور اسے "الذہبی" کے نام سے منسوب کیا۔ اس میں "ابو جحیم القرغانی" کے مابین فرق کیا جاتا ہے چنانچہ اسے "الکبیر الخطیبر برہانی" اور شمس والی کو "الصغیر الخطیبر شمس" کہا جاتا ہے۔ دیکھئے کشف المظنون للردی خلیفہ، ص ۱۶۱۹۔

۳۔ تاریخ الاسلام ۳۱۹/۳۔ ۳۲۰۔

معلقہ دوس سے بے شمار حضرات مستفید ہوئے۔ اور شخص الامام محمد بن عبدالستار کردی نے لوگوں کے لئے ہدایہ کی ان سے روایت کی۔ انھوں نے ترمذی شیخ الاسلام ضیاء الدین ابی محمد صاعد بن احمد سے پڑھی۔ میں وہ اس دنیا سے کوچ کر گئے۔ میں نے قاضی القضاۃ شخص الدین بن الحریری کو سن کر انھوں نے علامہ جمال الدین بن مالک سے روایت کی کہ صاحب الہدایہ آٹھ علوم سے واقف تھے انھوں نے ترکیبی، سماعت کی، شیعہ سے ملاقاتیں کیں۔

۵۔ ابن وزیر ابو علی الحسن بن مسعود الشافعی کا ذکر وہیں نے تاریخ الاسلام میں کیا ہے اور عمر بن عبدالعزیز ابن مازہ کے تلامذہ کو جمع بھی کیا ہے۔
میرزا آپ کی سیرت سے حلقہ تمام مراجع میں آپ کی سن وفات کا ذکر نہیں ہے اور یہی سبب وفات کی طرف کوئی اشارہ ہے، صرف اتنا ذکر ہے کہ شہر جنگ قطوان میں آپ کو شہادت نصیب ہوئی۔ قطوان سمرقند کے پاس ہے، یہ جنگ گھاتار سے پانچ صفر ۵۳۷ھ میں ہوئی۔ لیکن آپ کے مقام انتقال اور طریقہ انتقال کے سلسلے میں لوگوں کا اختلاف ہے، ایک قول کے مطابق آپ کا انتقال بھام قطوان میں جنگ گھات میں ہوا اور دوسرے قول کے مطابق آپ کا انتقال سمرقند میں مقام صبر میں ہوا۔ اور وہ واقعہ لوں ہے کہ جس وقت بادشاہ کو خان نے تمام قیدیوں کو طلب کیا، اور ان سے سوال کیا کہ کس چیز سے تم لوگوں کو ایک ایسے شخص سے جنگ کر لے پر آمادہ کیا تھا

۱۔ الجواهر العلیہ ۱/ ۲۸۵، مغارفہ شاس اور نہجیون ربیون کے مجھے ہے، یہاں ان کا کوئی ٹکڑاں ہے اور قزوینان یہ فرمائے کہ علاقہ کا کوئی شہر ہے، دیکھئے الجواهر العلیہ ۱/ ۲۸۵
 برہان الدین علی المینیہ ثانی مثنوی کی کتاب الہدایہ سوری مسکنی پر مبنی ہے، اصلاً بدایت اللہ بندگی شریعت ہے، لیکن درحقیقت یہ مختصر القدروری، اور الجامع العلیہ کی شرح ہے دیکھئے کشف الظنون، ص ۲۰۳۱-۲۰۳۲۔
 تاریخ الاسلام ۴/ ۳۹۶-۳۹۷۔

جس نے کبھی تم لوگوں سے جنگ نہ کی ہو اور کس نے تم لوگوں کو ایک ایسے شخص کو نصرت دینے کے لئے ابھارا جس نے کبھی تم لوگوں کو نصرت نہ دی۔ اس کے بعد اس نے تمام لوگوں کی گردن کاٹا دیا۔

ذہبی نے ابن سمانی کے توسط سے بتایا کہ سب ابن مازہ کی باری آئی تو ان کے اصحاب اور اولاد ایک ایسے شخص کو الوداع کہہ رہے تھے کہ کبھی دوبارہ پلٹ کر ان کے پاس نہیں آئے گا۔ اللہ سے دعا ہے کہ انھیں اپنی آخرتوں کی خوش نصیبی سے سزا نصیب اپنی دنیا سے سزا فرما کرے۔ واقعہ یہ ہے کہ ہم اس دنیا میں مستقل ان کے علوم سے مستفیض ہو رہے ہیں۔

۱۰. مؤلفات

ابن مازہ نے بے شمار کتابیں تصنیف کیں۔ سیرت نگاروں کے مطابق جن کی تعداد تقریباً بیس تک پہنچتی ہے۔ تمام کتب بالعموم علوم شریعہ اور اصول فقہ سے متعلق ہیں۔ اور ان میں سے کچھ اہم کتابوں کی چند درمیں بھی لکھی گئیں۔ ان کی موجودہ اور نفاذ شدہ کتابوں کو تین طرح سے دیکھا جاسکتا ہے، مطبوعات، مخطوطات اور مقروءات۔ ان تمام کتب کا حروف تہجی کے اعتبار سے ذکر کرنا طویل

مطبوعات

- ۱۔ کتاب شرح ادب القضا والنصاف کی تحقیق شیخ سر جان نے کی ہے اور یہ عراق سے دو جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔
- ۲۔ کتاب شرح کتاب النفقات والنصاف، بغیر تحقیق کے حیدر آباد سے بہار ہوسٹل سے شائع ہوئی۔

- ۱۔ اصول الفقہ فی مخطوطات لندن میں المکتبہ الہندی میں ۱۳۲۹ نمبر کے تحت موجود ہے اور المصنف کے نام سے ۱۳۲۸ نمبر کے تحت موجود ہے۔
- ۲۔ شرح البیان الصغیر پر گفتگو انشاء اللہ مقالہ کی بھی فصل میں ہوگی اور یہ تحقیق طلب موضوع ہے۔
- ۳۔ ذخیرات الفقہاء کا مخطوط قاہرہ میں ۱۱۸۱ نمبر کے تحت موجود ہے۔
- ۴۔ کتاب المسائل طبع العصر کا مخطوط، اللیف کے شہر لیدن میں موجود ہے جس کا نمبر ۱۷۹ ہے۔
- ۵۔ عمدۃ الفقہ والمستقی کا مخطوط برٹش میوزیم میں ۷۷۸ نمبر کے تحت ہے، قاہرہ میں اس کا ایک نسخہ ۱۰۴۲ نمبر کے تحت موجود ہے۔ اور اس کا ایک تیسرا نسخہ جرمن کے شہر جوتاب میں ۱۰۴۱ نمبر کے تحت موجود ہے۔
- ۶۔ عمدۃ الفتاویٰ غالباً فی لفہ عمدۃ الفقہ والمستقی ہے جس کے متعدد نسخے پائے جاتے ہیں جس کا ذکر بروکلان نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔ اس کا ایک نسخہ قاہرہ میں ۱۰۹۳ نمبر کے تحت موجود ہے۔
- ۷۔ الفتاویٰ الیامیہ کے متعلق بروکلان نے یہ ذکر کیا ہے کہ اس کے متعدد نسخے ہیں۔ ان میں سے ایک نسخہ قاہرہ میں ۱۰۹۳ نمبر کے تحت موجود ہے۔
- ۸۔ الفتاویٰ الصغیر کے متعدد نسخے دنیا کی متعدد لائبریریوں میں موجود ہیں۔ اس کا ایک نسخہ بیروت میں ۱۰۹۶ نمبر کے تحت موجود ہے۔

لہ تاریخ الادب العربی بروکلان (ترجمہ نسخہ) ۱۰۹۶/۱-۱۰۹۷/۱
 تہ ایضاً: تہ ایضاً: ۱۰۹۷/۱-۱۰۹۸/۱
 تہ ایضاً: تہ ایضاً: ۱۰۹۸/۱-۱۰۹۹/۱
 تہ ایضاً: تہ ایضاً: ۱۰۹۹/۱-۱۱۰۰/۱

- ۹۔ الفتاویٰ الکبریٰ کا مخطوطہ دانش لائبریری پٹنہ ۱۰۹۱ نمبر کے تحت موجود ہے اور استنبول کی لائبریری میں ۱۰۹۲/۱-۱۰۹۳/۱ نمبر کے تحت موجود ہے۔
- ۱۰۔ الواقعات العلمیہ فی مذہب الخفیہ کا مخطوطہ عربی کے شہر جوتاب میں ۱۰۹۹/۱-۱۱۰۰/۱ نمبر کے تحت موجود ہے۔

منقودات

- ۱۔ ابن بازہ کی کتابوں کے ضمن میں کتاب الترویج کا ذکر بغدادی نے اپنی کتاب سہۃ العارفین میں کیا ہے۔ بغدادی نے عمر ابن بازہ البغدادی کی تمام کتب کو جمع کیا۔
- ۲۔ کتاب التزکیہ کا ذکر بھی بغدادی نے ابن بازہ کی دیگر کتابوں کے ضمن میں کیا ہے۔
- ۳۔ کتاب شرح ادب القاضی لابن یوسف (یعقب بن ابراہیم ۱۱۸۲) کا ذکر بھی بغدادی نے ان کی دیگر کتابوں کے ذکر کے تعلق سے کیا ہے۔
- ۴۔ کتاب شرح البیان الصغیر (المطلوب کا ذکر کھنوی نے اپنی کتاب "الغواکہ" میں یہ کہتے ہوئے کیا ہے کہ اس کی کتب میں شریعین مطلق، متوسط اور متاخرین ہیں۔
- ۵۔ کتاب شرح الجامع الصغیر المتوسط کا ذکر بھی کھنوی نے اپنی کتاب "الغواکہ" میں کیا ہے۔
- ۶۔ کتاب الشیوخ کا ذکر ابن بازہ کی دیگر کتابوں کے ضمن میں بغدادی نے کیا ہے اور یہ بھی کہا کہ شاید یہ کتاب البیضا ہے۔

لہ تاریخ الادب العربی بروکلان (اصل) ۱۰۹۲/۱-۱۰۹۳/۱
 تہ ایضاً: ۱۰۹۳/۱-۱۰۹۴/۱
 تہ ایضاً: ۱۰۹۴/۱-۱۰۹۵/۱
 تہ ایضاً: ۱۰۹۵/۱-۱۰۹۶/۱
 تہ ایضاً: ۱۰۹۶/۱-۱۰۹۷/۱

- ۷۔ کتاب المفتی، پیر ذکر عبد الحمی الکسوی نے "الفتاویٰ الہدیہ" میں ذکر کیا ہے، اس کے علاوہ ان کی دیگر کتابوں کا بھی ذکر کیا ہے۔
 ۸۔ کتاب الوقت والايتاء کا ذکر، کشف الظنون میں موجود ہے۔ کشف الظنون میں اہم کتابوں اور فنون کا ذکر ہے۔

لے الفتاویٰ الہدیہ، ص ۱۳۹۔

تھ کشف الظنون، ص ۱۳۷۔

دوسرا باب

شرح "الجامع الصغير"

- ۱۔ صحت شرح
- ۲۔ صحت عنوان شرح
- ۳۔ مصادر شرح
- ۴۔ اہمیت شرح
- ۵۔ اسلوب شرح
- ۶۔ مآخذ شرح

شرح الجامع الصغیر

صورتِ شرح

ابن راہکی سیرت سے متعلق تمام کتب میں یہ مذکور ہے کہ ابن کی متعدد تصانیف ہیں۔ انھیں میں سے شرح الجامع الصغیر بھی ہے۔ چنانچہ لائے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے کہ ابن کی حدود کتابوں میں ان کی ایک کتاب شرح الجامع الصغیر ہے جس میں فقہ حنفی کے فروعی مسائل سے بحث کی گئی ہے۔

مکتشف الظنون میں مذکور ہے کہ الجامع الصغیر کو امام قاضی طاهر محمد بن محمد البیاس البغدادی نے ترتیب دیا ہے۔ اور اس کی شرح صدر شہید حسام الدین عمر بن عبد العزیز ابن ہارون (متوفی ۵۳۶ھ) نے لکھی ہے۔

”ہدایۃ المؤمنین میں بھی ابن ہارون کی حدود کتابوں کے ذکر کے ساتھ شرح الجامع الصغیر کا بھی ذکر ہے۔“

قرشی نے الجامع میں ابن ہارون کی سیرت پر لکھتے ہوئے ان کی تصانیف کا ذکر کیا ہے اور انہی کے ساتھ شرح الجامع الصغیر کا بھی نام لیا گیا ہے۔ تاج الترمذی میں بھی یہ موجود ہے۔ اسی طرح مفتاح السعادة میں بھی شہید المصنفی نے اپنے فواید میں اس کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ الجامع الصغیر کی شرح ایک مختصر اور مفید شرح ہے۔ بروکلمان نے بھی اپنی تالیف میں

لے مجمع الزوائد، رد المحتار، ۲/۲۷۷۔ مکتشف الظنون، ۵۳۲۔

سے بدایۃ المقتدر، ۷۶۲۔ الجامع المحیط، ۳۸۱/۳۸۲۔

۵۵ تاج الترمذی، ۳۶۱ (تبر ۱۳۹)۔ مفتاح السعادة، ۱۳۲/۶۔

۵۶ الفوائد البیہ فی تراجم المحدثین، ۱۳۸۔

اس کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح فواید یکتا میں اس کے متعدد نسخوں کے متعلق بتایا کہ وہ ایک متنوع لائبریریوں میں موجود ہے۔

۲۔ صورتِ عنوانِ شرح

حمد و صلوة کے بعد اس شرح کے مقدمہ کا آغاز یوں ہوا ہے: ”قال الشیخ الامام الاجل حسام الدین عمر بن عبد العزیز ابن ہارون، رحمۃ اللہ۔ اوابعد۔۔۔ الخ۔“ اس خطوط کے تمام نسخے میں یک جہتی رسائی یا جن کا میں نے مطالعہ کیا ان سب میں یہی مقدمہ موجود ہے اور اس کے کچھ نسخے ہماری دسترس سے باہر رہے ہیں۔ بہرہ گوشت ان خطوط کے نسخوں کی تعداد ۵۸۷ تک پہنچی ہے اور ان تمام نسخوں میں یہی مقدمہ قابل ہے۔ اور اس سے یہ بات واضح ہے کہ یہ شرح اصلاً ابن ہارون کی ہے۔

اس شرح کے مختلف متاخرین پائے جاتے ہیں لیکن فی الحقیقت اس کی نسبت ابن ہارون ہی کی جانب سے بشکاً ہمدروش موجودہ نسخے کا عنوان ”الجامع الصغیر لحسام الدین البغدادی“ ہے اور جامداً متنبہل کے نسخے کا عنوان ”کتاب مفتاح الفوائد للبحر العالم العلل لحسام الدین عمر بن عبد العزیز البغدادی“ ہے، نیز جامداً متنبہل ہی میں ایک دوسرے نسخے کا عنوان ”شرح الجامع الصغیر لحسام الشہید المعروف بالصدر الشہید“ ہے۔

کلکے کے نسخے کا عنوان ”الاصطخرہ کتاب الجامع الصغیر من تصنیف شیخ الاسلام الفکر البغدادی“ تیسرے نسخے کا عنوان ”کتاب الجامع الصغیر لحسامی کے عنوان سے ہے۔ متنبہل کے نسخوں کے نسخے کا عنوان ”کتاب شرح الجامع الصغیر للشیخ الامام السلامہ ربان الاسمر عمر بن عبد العزیز ابن ہارون المعروف بالحسام الشہید“ ہے۔ چوتھین کا نسخہ اس عنوان سے ہے۔ شرح الجامع الصغیر لحسام الدین البغدادی الشہید“ اور شیکاگو میں عنوان ”نسخہ جامعہ لکھنؤ“ ہے۔ آٹھ صوفی کا نسخہ (نمبر ۱۱۰۹) ”کتاب الجامع الصغیر لحسامی“ کے نام سے ہے۔

لے جامع الفوائد العربی، المجلد ۱، ۲۶۱۔ تارخ التراث العربی، ۴۳۶/۶۔

ابن مازہ کی شرح سے واضح ہے کہ انھوں نے اسے لکھنے کے لئے متعدد مصادر پر مفید کیا لیکن اسے اپنے معاصرین کی طرح انھوں نے بھی تمام مصادر کا ذکر نہیں کیا ہے، لیکن انہیں کہیں ان کے حوالے اور اشارے ملتے ہیں مثلاً:

۱۔ ابوب القاسم الحنفی رحمہ اللہ ایک سو بیس ابواب پر مشتمل ہے اور یہ تمام ابواب فقہ سے متعلق ہیں اس کی متعدد علماء نے شرح بیان کی ہے مثلاً البصام الرازی کی شرح درۃ شائع شدہ ہے اور شریح ابن مازہ پر بھی محقق شائع شدہ ہے۔

۲۔ محمد بن حسن شیبانی کی الاصل فی الفروع بھی شرح میں موجود ہے، یہ ایک معرکہ آرا اور مبسوط کتاب ہے کہ کشف الظنون میں اس کے متعلق مذکور ہے کہ امام محمد شیبانی (متوفی ۱۸۵ھ) نے فی المبسوط کو کتبہ تصنیف کیا اس میں پہلے غائے مسائل اور کتاب الصلوٰۃ اس کے بعد بیعت کے مسائل اور کتاب البیوع، اور اس کے بعد ایمان و اکراہ اور دیگر مسائل پر بحث کی گئی ہے، اس طرح المبسوط مکمل ہوئی اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس میں تمام کتابوں کے مباحث سمٹ گئے ہیں یہ کتاب چھ جلدوں پر مشتمل ہے اس کی ابتدائی چار جلدیں (جو کتاب الجنایات تک) رحمہ اللہ میں حیدرآباد سے ابوالوفا افغانی کی نگرانی میں شائع ہو چکی ہیں۔

۳۔ یعقوب بن ابی یوسف بن حبیب الکوفی رحمہ اللہ نے امام ابی یوسف کو بھی ابن مازہ نے

۱۔ الکتاب ۱۰۰۔ ۲۔ النصاب ۱۰۰۰، ابوبکر اسمعیل بن عبدالشعبان

۳۔ النصاب فی التعلیل اور ابوالوفا علی بن سہروردی کی ہے آپ کا بلند نام میں رحمہ اللہ میں اشغال ہوا، دیکھئے تاریخ التراث العربی ۶/۸۔

۴۔ الکتاب ۱۳/۸۔ ۵۔ کشف الظنون ۱۵/۶۔

۶۔ الکتاب میں ۶/۳، ۷/۳۔ ۷۔ یعقوب بن ابی یوسف بن حبیب الکوفی نے سلاطین محمد بن عبدالعزیز الصقلانی سے روایت کی ہے آپ رحمہ اللہ میں بمقام کو فیہا رحمہ اللہ (باقی صفحہ ۲۹)

بطور مصدر کے اپنی شرح میں استعمال کیا ہے۔

اسی کتاب کو شریح نے اپنے "الاصول" میں اور ابن مازہ نے اپنی شرح میں ذکر کیا ہے اس کے علاوہ مزید اس کے متعلق کچھ نہیں ملتا۔

۴۔ اس شرح میں محمد بن حسن شیبانی کی "الجامع الکبیر" سے بھی استفادہ کیا گیا ہے یہ مسائل فقہ کے موضوع پر ایک عظیم کتاب ہے، فقہی استدلال سے خالی ہے، اگر اس قدر مسائل کی حامل ہے، نہایت اہم روایات اور متون روایات پر مشتمل ہے، رحمہ اللہ میں قاہرہ کے متعدد دیکر کتاب شائع ہوئی اور رحمہ اللہ میں حیدرآباد سے ابوالوفا افغانی کی نگرانی میں شائع ہوئی۔

۵۔ البحر المحیط فی الفصاف کے متعلق صرف اتنا معلوم ہے کہ ابن مازہ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔
۶۔ الزیادات محمد بن حسن کی وہ تصانیف ہیں جس کو انھوں نے "الجامع الکبیر" کے تحت تصانیف کیا چونکہ الجامع الکبیر میں فروعی مسائل کا ذکر نہیں تھا اس لئے انھوں نے فروعی مسائل کے لئے "الزیادات" تصنیف کی یہ ایک مختصر اور جامع تصنیف ہے، یہ رسالت ابواب پر مشتمل ہے، الجامع الکبیر میں جو چیزیں چھوٹ گئی تھیں انھیں اس میں شامل کیا گیا، یہ ان کی اہم تصانیف میں شامل ہے، متعدد علماء نے اس کی شرحیں لکھی ہیں، اس کی مخطوطات استنبول میں مزارقہ کے ذخیرہ ۸/۶۸ کے تحت موجود ہے اور آیۃ صوفیہ رحمہ اللہ میں اس کی

(بقیہ صفحہ ۳۰) ہشام بن عروہ، ابن ابی ریحی اور ابومعین نے تعلیم حاصل کی، ہارون رشید کے عہد میں قاضی القضاۃ کے منصب پر فائز ہوئے۔ رحمہ اللہ میں بمقام ابتدائے اوقات ہوئی، دیکھئے تاریخ التراث العربی ۶/۸۔ ۳۔ الکتاب میں ۷/۷۔

۴۔ تاریخ التراث العربی ۶/۸۔ ۵۔ مقالہ کی پہلی فصل ملاحظہ کریں۔

۶۔ الکتاب تین اس ۲۶۵۔ ۱۶۵۵ ص ۶۱۳۔

۷۔ تاریخ التراث العربی ۶/۸۔ ۸۔ الکتاب میں ۱۱/۱۱، الکتاب میں ۱۱/۱۱۔

۹۔ مخطوطات شرح الشریح للذکات میں ۸۔

ایک نسخہ ۱۸۸۰ء کے تحت موجود ہے اور ان کے علاوہ بھی اس کے خطوط ملتے ہیں۔

۷۔ البکر الکبیر محمد بن حسن الغیبانی کی فقہ کے موضوع پر دوسری تصنیف ہے، یہ کتاب تمام تر جنگ کے موضوعات پر بحث ہے، اس حیثیت سے یہ مسالمازیں کے لئے ایک نیا الاوقاف قانون کی حیثیت رکھتی ہے، لیکن انفس کہ یہ کتاب ضائع ہو گئی، آج اس کی کچھ چیزیں شرح شری میں موجود ہیں جو کہ ۱۳۲۵ھ-۱۳۲۶ھ میں ہندوستان کے شہر حیدرآباد دکن سے شائع ہوئی، اور صلاح الدین عینی کا تصحیح شدہ نسخہ ۱۹۵۷ء میں مصر شائع ہوا۔

۸۔ کتاب الامارات، شاید مسعودی (الاصطی فی الفروع) کی کتابوں میں سے ایک کتاب ہے اس پہلے کمالی خلیفہ نے اس طرح ذکر کیا کہ انفس نے تخریج البسوط تصنیف کی، اس کے بعد کتاب الصلوٰۃ، کتاب المیسور، والا بیان اور دیگر مباحث لکھ کر انفس البسوط میں جمع کر دیا، اس کے بعد فرماتے ہیں کہ دیگر تمام کتابوں کی چیزیں اس کتاب میں موجود ہیں۔

و کتاب الصلح، بھی البسوط ہی کی ایک کتاب ہے۔ واثر اعظم۔

۱۰۔ کتاب الاوقاف، ذکر شری نے کتاب الاصول میں کیا ہے، یہی البسوط کی کوئی کتاب ہے۔

۱۱۔ کتاب القصر، بھی البسوط کی شاید ایک کتاب ہے۔

۱۲۔ کتاب الزکاة، بھی البسوط ہی کی شاید ایک کتاب ہے۔

۱۳۔ البسوط، اصل غیبانی کی ۱۱ الاصول فی الفروع ہے۔

۱۴۔ اہمیت شرح

فقہی اعتبار سے اس کی اہمیت و افادیت یہ ہے کہ اس میں اسباب و علل سے

۱۔ تاریخ الفرائض العربی ۱۲/۴۳۲۔ ۲۔ کتاب ص ۹۲۰۔

۳۔ تاریخ الفرائض العربی ۱۲/۹۹۱۔ ۴۔ کتاب ص ۲۶۹۔

۵۔ کشف الظنون ۱۲/۱۵۸۔ ۶۔ کتاب ص ۹۲۱۔

۷۔ تاریخ الفرائض العربی ۱۲/۴۲۸۔

سے بھی بحث کی گئی ہے۔ مسائل کی تشریح ہے اور کتاب کے مختلف مسائل کی وجوہات پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے، مختصر یہ کہ یہ شرح بے شمار تصحیحات کی حامل ہے۔ مصاحف کی حیثیت سے بھی اس شرح کی ایک اہمیت ہے اس میں استعمال شدہ مصادر آج ہماری دسترس سے خارج ہیں، کتاب کی ترمیم کے وقت یہ مصادر دستیاب تھے، مثلاً ابو یوسف کی کتاب الامالیٰ اور مصنف کی کتاب الجرح اور الکتاب، مگر اس میں بنیادی مصادر کی حیثیت حاصل ہے، جب کہ ترمیم شرح کے وقت یہ کتاب موجود نہیں تھی یہی وجہ ہے کہ انفس نے ان انفس کو ہمارے لئے محفوظ کیا، جن سے آج ہماری اسلامی المابرجہ پر زور باندھیں، فقہی دنیا بالمال ہے۔

۵۔ اسلوب شرح

محمد بن حسن غیبانی کی "الجامع الصغیر" ایک ممتاز کتاب ہے، یہ ایک ہزار پانچ سو تیس مسائل پر بحث ہے، لیکن استدلال اور مسائل کے اسباب و علل سے یہ کتاب خالی ہے۔

لیکن جس وقت ابن باز نے اس کی شرح لکھی تو اس میں موجود تمام مسائل کی ایک طرف تعلیل بیان کیں اور دوسرے ان مسائل کو فقہی استدلال کے ذریعہ مستبر و مستند قرار دیا۔

ساجی جامع الصغیر میں مسائل کے ساتھ ساتھ رجال السنہ کا بھی ذکر کیا گیا ہے مثلاً محمد بن یعقوب، عن ابی حنیفہ، لیکن ابن باز نے اپنی شرح میں رجال السنہ کا ذکر نہیں کرتے بلکہ مسئلہ کا براہ راست ذکر کرتے ہیں، طوالت کے ڈر سے وہ سند کا صرف ایک بار ذکر مسائل شرح کے پہلے سلاؤں کرتے ہیں اور ایک بار آخری سلاؤں میں۔ اس طرح اس کا کہ ایک بار ابتدا میں اور ایک بار آخر میں کرتے ہیں، اس طرح وہ سیکڑوں بار ذکر سے بچ جاتے ہیں مثلاً باب الفقہاء فی المعاریض والموالیاء میں وہ فرماتے ہیں فقہاء فی ملت، فجاءت امرأتہ مسلمة فقاتلت المسلمت، قبل موتہ و قتلت اللورثہ

اسلمت بعد موتہ، فالقول قول اللورثۃ، تمسک بالمال فی معرفۃ
الامنی فی حکم الدفع؛

اس شرح میں اگر کہیں اقوال علماء کے ذکر کی ضرورت پیش آتی ہے تو وہ اقوال
کا ذکر کرتے ہیں مثلاً: نقطۃ قسرت، قال منہما ما وادعیو عنہ من الجوح
لنقض الوضوء وان لم یسل لا ینقض وقال الشافعی لا ینقض فی الرجلین
وقال زفر لا ینقض فی الوجهین؛

اور کہیں اقوال کو نقل کرنے کے بعد یہ عبارت ہوتی ہے "ولنا کذا کذا۔۔۔"
... الخ اور ضرورت کے پیش نظر تاکید یا تحلیل کرتے ہیں، یا ان میں سے جو مہمب ہوتا
ہے اسے راجح قرار دیتے ہیں اور کہیں بھی تاکید میں آیات کریمہ، احادیث شریفہ یا اس
اقوال صحیحہ بھی پیش کرتے ہیں مثلاً: رجل فاتتہ صلاۃ یوم ویدلۃ، فصلاۃ
دخل وقتہا قبل ان یمیداً بما فات لم یجز، ولو فاتت الاخر صلاۃ یوم ویدلۃ، اجزأ
التي بدأها، وھذا ما مشہبنا، بناء علی ان الترتیب فی الصلوۃ
المکتوبۃ فرض، وعند الشافعی سنۃ، لان کل واحد من الفرضین
اصل بنفسہ فلا یكون شرطاً للآخر ولا لآخرہ، الخ

کتاب کو مربوط بنانے کے لئے اصول نے حوالہ اور اشاروں سے کام لیا
تا کہ کتاب کی معلومات کو آپس میں مربوط کر سکیں اور پریشان کن ٹکرا سے نجات
مل سکے، کیونکہ اس کی وجہ سے کتاب کی بنیاد اور زبان پر غلط اثر پڑتا ہے، اس کی متعدد
مثالیں خرب میں مل سکتی ہیں جن میں سے چند یہ ہیں مثلاً کہیں وہ فرماتے ہیں "وَقَدْ
یَاقِی فی کتاب الکتبیات" اور دوسری جگہ "ھذا الماسیاقی" یعنی یہ چیز مختلف ہے
آئے ولی ہے اور اگر کوئی چیز تکرار کی ہے تو فرمائیں گے "وقد مدو فی کتاب الزکاة من
ھذا الباب" اور کبھی کبھی مسئلہ کے متعلق بغیر کسی تعلیق اور تحدید کے لکھتے ہیں:-

لہ کتاب ۷- لہ ایضاً ۶۲-

لہ ایضاً ۳۱۴- لہ ایضاً ۸۷۵-

وسیعرت ھذا فی موصفۃ^{لہ}

اور کبھی کسی ضرورت کے پیش نظر کسی کلمہ کا تحلیل و تجزیہ بھی کرتے ہیں جب کہ
اس کا کوئی فائدہ ہو مثلاً: وکذا الطالق ذکروا لطلاق ھو صفة المرأة لاطلاق
ھو تطبیق والعدد الذی یلقون بہ نعت بمصدر واحد وقت معناه
طلاقاً ثلاثاً لقوله: اعطیتہ جزیلای عطا عجزہ لہ

ابن باز کا اسلوب لغوی اور فقہی عجیب گویں سے پاک ہے وہ مسلک کو نہایت
واضح اسلوب اور ایسی خوبصورت زبان میں ذکر کرتے ہیں کہ غوی خاموش پاک
ہوتی ہے کیونکہ زبان کی باریکدلی پر ان کی گرفت تھی، ان کے سامنے اگر کوئی فارسی
لفظ نظر آتا ہے تو اس کی عربی زبان میں ایسی تفسیر بیان کرتے ہیں کہ شرح میں کوئی ایسا
کلمہ برقرار نہیں رہتا کہ جس کی وجہ سے مفہوم میں کسی طرح کی پریشانی پیش آ رہی ہو۔

۶۔ مآخذ شرح

یہ شرح بڑی قدر قیمت کی حامل ہے۔ اپنے اسلوب علمی منہج کے اعتبار سے بڑی
عالی مرتبہ ہے لیکن بعض چیزیں مجھے ایسی ہی ہیں جن کا ذکر ناس ضروری سمجھتا ہوں
(۱) اطویل عناوین: مثلاً باب المرأة التي تصلي وربع ساقها مكشوفة
اور دوسری مثال تاب في العزوة كاتب عن العبد أو العبد كاتبة نفسه وعيوة
(۲) احادیث ضعیفہ کا ذکر: مثلاً ولنا قوله عليه الصلوۃ والسلام المؤمن
بعد ما نفق قریس الرحمن عند الذی (ذهب حقائقہ)

اس حدیث کی تخریج کے وقت نصب الرایۃ میں یہ کہا گیا: اس کا احکام
کے بارے میں مہملاتھی نے یہ کہا کہ یہ حدیث مرسل اور ضعیف ہے اور ان سلطان غلامی
کتاب میں یہ کہا کہ: اور مصعب ابن ثابت بن عبد اللہ ان زید کثر منہ، ان کے یہ حال

طوبیٰ ریسرچ لائبریری
اسلامی اردو، انگلش کتب،
تاریخی، سفرنامے، لغات،
اردو ادب، آپ بیتی، نقد و تجزیہ

toobaa-elibrary.blogspot.com